41

مسیح موعودؑ کی صداقت کے نشانات کا ظہور

(فرمودہ ۱۶ مئی ۱۹۱۹ء)

حضور نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

"خدا تعالیٰ کی سُنّت ہے کہ وہ کبھی اپنے فضلوں کو واپس نہیں لیتا۔ جب تک کہ خود لوگ اس کا مقابلہ کر کے اس کے غضب کا اپنے آپ کو مستحق نہ ٹھہرالیں پہلے لوگ اپنے نفوس میں تبدیلی پیدا کرتے ہیں۔ پھر خدا تعالیٰ ان کی نعمتوں کو زائل کر دیتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ (الرعد: ۱۲)

اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنی نعمت کو نہیں بدلتا جب تک کہ لوگ اپنے نفوس کے اندر سے جو اخلاص کی رُوح اطاعت کا مادہ۔ جوش و وابستگی کا ولولہ ہوتا ہے۔ اس کو نہیں بدلتے۔ ہاں جب وہ نفسانی خواہشات کے پیچھے پڑ کر اپنی حالت کو بدل دیتے ہیں۔ اور خدا کا مقابلہ کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ بھی ان کی حالت کو بدل دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بے وفا نہیں۔ بلکہ وفا کا خالق ہے۔ اس سے سمجھ لو جو وفا کا خالق ہوگا۔ اس میں کتنی وفا ہوگی۔ پس وہ قطع تعلق نہیں کرتا جب تک خود لوگ اس سے محبت نہیں چھوڑ دیتے۔ وہ فضل کرتا ہے۔ جب تک کہ لوگ اس کے فضل کو رد نہ کریں۔ وہ دینے سے سیر نہیں ہوتا، ہاں لوگ لینے سے سیر ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے سیری ناممکن ہے۔ کیونکہ اللہ کی طرف سے جو کچھ آتا ہے اُس کا انسان ہر وقت محتاج ہے۔ پس جب انسان خدا کے فضل سے ملال ظاہر کرتا ہے اور خُدا کے احسان سے منہ پھیر لیتا ہے اور خدا کے انعام سے جُدائی میں آرام دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی علیحدگی اختیار کر لیتا ہے۔ اسی کی طرف سورۃ فاتحہ میں اشارہ کیا گیا ہے۔ فرمایا:۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔ کہ خدایا انعام کر مگر یہ نہ ہو کہ ہم تیرے انعام سے

ملول اور سیر ہو جائیں۔ تیرا فضل ہو۔ مگر ایسے رنگ میں کہ دماغ میں کبر و غرور نہ بھر جاتے۔ احسان ہوں مگر ہم ان سے سیر نہ ہوں۔ مگر ہمیں یہ عادت نہ ہو کہ ہم ان انعاموں کو حقیر سمجھکر اور طرف توجہ کریں۔

انسانوں میں فرداً فرداً بھی لوگ ہوتے ہیں۔ جو ایک وقت خدا کے فضل کے مستحق ہو کر دوسرے وقت میں اس کے غضب کو بھڑ کاتے ہیں۔ مگر اقوام کا حال اس بارے میں بالکل نمایاں ہے۔ جو قوم آج گری ہوئی ہے۔ وہ کل معزز ہے اور کل جو معزز تھی وہ آج ذلیل ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ انسانوں میں بہت ملیں گے کہ جنہوں نے خدا سے تعلق پیدا کیا اور آخر تک اس کو نباہا۔ ان کا قدم صدق کی مضبوط چٹان پر قائم رہا۔ بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اکثر لوگوں کی یہ حالت ہوتی ہے کہ ان پر کوئی گھڑی نہیں آتی کہ وہ ترقی کی کسی منزل پر ٹھہر گئے ہوں۔ بلکہ وہ دمبدم ترقی میں ہوتے ہیں۔ لیکن قوموں میں سے کوئی قوم ایسی نہیں ملے گی جو ہمیشہ تعلق کو نبھا سکی ہو۔ بلکہ قومیں جو ایک وقت میں بڑے عروج پر تھیں۔ دوسرے وقت میں مٹ جاتی رہی ہیں۔ یہ نہیں ہوا کہ اقوام کی حالت بہ حیثیت قوم خدا کی محبت و تعلق کے لحاظ سے اچھی تھی اور وہ مٹ گئی۔ بلکہ قومیں ایسی ہی ہوئی ہیں کہ ایک وقت میں ان کی حالت اچھی تھی۔ مگر دوسرے وقت میں وہ بالکل گر گئیں۔ یہی وجہ ہے کہ سورۃ فاتحہ میں تمام جمع کے صیغے رکھے ہیں۔ اِهْدِنِیْ نہیں فرمایا اِهْدِنَا فرمایا ہے۔ کیونکہ اقوام ہی ہیں جو گر جاتی ہیں اور افراد ہوتے ہیں جو اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ میں داخل ہو کر مَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ یا ضالین میں شامل ہوتے ہیں۔

نبیوں کی مثال کو جانے دو کہ وہ خاص لوگ ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی ایسے افراد بکثرت مل سکتے ہیں۔ جنہوں نے صداقت کو دمِ آخر تک نہیں چھوڑا۔ اور محبت و وفا پر قائم رہے۔ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی اور اقرار کیا۔ تو اس کے بعد پھر وہ ایک لمحہ کے لیے بھی پیچھے نہیں ہٹا۔ بلکہ اس کا قدم ہر لحظہ آگے ہی آگے بڑھتا چلا گیا۔ اسی طرح عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اسلام لانے کے بعد اپنے اخلاص میں کمی نہیں کی۔ عثمان و علی۔ طلحہ و زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے کمزوری نہیں دکھائی۔ بلکہ ہر روز جو ان پر آتا رہا ہے اس میں وہ پہلے سے زیادہ اخلاص اور جوش پاتے تھے۔ ان کے علاوہ اور ہزاروں انسان ملیں گے جو خدا کی راہ میں قائم رہے مگر غور کرو کہ وہی عرب جو ایک وقت میں منعم ہوئے تھے وہی آج پہلی وحشیانہ حالت کی طرف لوٹ گئے ہیں۔ وہ ایسے جاہل ہو گئے ہیں کہ جس کی انتہا نہیں۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ مکہ میں ایک عرب نے زندہ بکری کی کھیری کاٹ کر پکالی۔ جب اس کو کہا گیا کہ یہ تو حرام ہے۔ کہنے لگا کہ واہ! زندہ جانور کا گوشت کہاں حرام ہے؟ پھر اسی مکہ میں جہاں سے اسلام کا چشمہ پھوٹا۔ ایسے لوگ بھی ہیں جو

کلمہ تک نہیں جانتے۔ اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ وہ مدینہ جو ایک وقت صداقت کا منبع تھا۔ اب وہاں سے ہر سال جھوٹ شائع ہوتا ہے۔ وہاں سے ایک اشتہار شائع ہوا کرتا ہے جس میں لکھا ہوتا ہے کہ ایک مجاور کو جس کا نام درج ہوتا ہے۔ رسولِ کریم ملے۔ اور کہا کہ اس سال جس قدر لوگ مرے ہیں۔ ان میں اتنے دوزخی ہیں اور اتنے جنتی۔ عام لوگ تو اس کو سمجھتے بھی نہیں، وہ ایک تعویذ سمجھ کرلے آتے ہیں اور جو پڑھے لکھے ہوتے ہیں ان میں بھی بیشتر ایسے ہی ہوتے ہیں جو اس کی حقیقت کو نہیں معلوم کرسکتے بیسیوں سال گزر گئے ایک ہی مضمون ہوتا ہے جو شائع کیا جاتا ہے۔ تو وہ مدینہ جو صداقت کا منبع تھا آج کذب کا منبع ہے اور کذب بھی ایسا کہ اس میں خدا پر جھوٹ بولا جاتا ہے۔ اور اس کی پرواہ نہیں کی جاتی۔

تو زمانہ کے تغیرات سے اقوام اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡھِمۡ میں داخل ہوکر مغضوب علیھم اور ضالین میں شامل ہوجاتی ہیں۔ رسول کریمؐ جن کو خدا کی طرف سے سب سے زیادہ علم دیا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک وقت میں میری اُمت کی وہ حالت ہوگی جو یہود کی ہوئی۔ فرمایا ان کی ہر ایک حرکت وسکون ان کا ہر قول وفعل یہود کی مانند ہوگا[1] اور فرمایا کہ اس وقت میری اُمت کے علماء بدترین خلائق ہونگے[2] اور ایسے لوگ دین کی اشاعت کا دم بھرینگے جو دین کی حقیقت سے بے بہرہ ہونگے[3]۔ یہ زمانہ پہلوں کے لیے سمجھنا مشکل تھا۔ چنانچہ صحابہؓ نے حیرت سے پوچھا تھا۔ کہ کیا رسول اللہ ایسا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: کہ ہاں ایسا ہی ہوگا۔ لیکن آج کا سمجھنا کچھ بھی مشکل نہیں رہا۔ کیونکہ اب وہی زمانہ آگیا ہے۔ جہاں پہلے مسلمان ہونا صداقت کا نشان سمجھا جاتا تھا۔ آج مسلمان کے معنے جھوٹے اور غدار سمجھے جاتے ہیں۔ مسلمان پہلے وفادار کے معنوں میں بولا جاتا تھا، لیکن آج فریبی اور بے وفا کے معنوں میں سمجھا جاتا ہے! اور خود مسلمانوں میں ایسے لوگ ہیں جو ہندوؤں کو اس لیے نوکر رکھتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں مسلمان دیانتدار نہیں ہوتے۔ آج ایک مسلمان کی تعریف یہ کی جاتی ہے کہ سیدھا سادہ مسلمان تھا ہمیشہ مقروض رہا۔ گویا جس سے کچھ لیا پھر اسے دینے کا نام نہ لیا۔ پس یہ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡھِمۡ میں داخل ہوکر مَغۡضُوۡبِ عَلَیۡھِمۡ میں شامل ہوگئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد یہ خیال نہیں ہوسکتا تھا کہ مسلمان کسی نبی اور مامور کی مخالفت کی جرأت کریں گے۔ مگر مسلمانوں نے بتا دیا کہ ان کے متعلق یہ خیال درست نہیں تھا کیونکہ خدا

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح کتاب الانذار والتحذیر باب تغیر الناس ؛ [2] مشکوٰۃ کتاب العلم الفصل الثالث فی فضیلتہ

[3] بخاری ومسلم بحوالہ مشکوٰۃ کتاب الفتن فیما تکون فیہا الی قیام الساعۃ

کی طرف سے ایک نبی آیا کہ ان کو انعمت علیہم میں داخل کرے مگر انہوں نے اس کا مقابلہ کیا اور ایسا مقابلہ کیا کہ جتنی شرارتیں کہ متفرق طور پر سب نبیوں کے مقابلہ میں کی گئیں وہ سب کی سب آپ کے مقابلہ میں اور آپ کو دُکھ دینے کے لیے کی گئیں۔ جو شرارتیں حضرت موسیٰؑ کے مخالفوں نے موسیٰؑ کے مقابلہ میں کیں وہ حضرت مسیح موعودؑ کے مقابلہ میں کی گئیں۔ جو کچھ عیسیٰؑ کے مقابلہ میں کیا گیا وہ آپ کے مقابلہ میں کیا گیا۔ جو ابراہیمؑ کے مقابلہ میں کیا گیا وہ یہاں بھی کیا گیا۔ اگر پہلوں نے انبیاء کو قتل کرنا چاہا تو یہاں بھی قتل کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ اگر پہلے انبیاء کو ذلیل کرنا چاہا گیا۔ تو آپ کو بھی ذلیل کرنے کی کوشش کی گئی۔ غرض وہ تمام حرکتیں آپؑ کے مقابلہ میں کی گئیں۔ جو پہلے نبیوں کے مقابلہ میں کی گئی تھیں۔ جن سے ثابت ہوا کہ حضرت مسیح موعودؑ بروز ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ اور آنحضرتؐ وارث ہیں تمام انبیاء کی صفات کے لیکن جہاں یہ ثابت ہوا کہ حضرت مسیح موعودؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز ہیں وہاں یہ بھی پتہ لگ گیا۔ کہ آپ کے مخالف بروز ہیں پہلے تمام انبیاء کے مخالفین کے۔ اور چونکہ انہوں نے تمام وہ شرارتیں کیں جو پہلے انبیاء کے مقابلہ میں کی گئیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں ہر ایک رنگ کے عذابوں کا نمونہ دکھایا۔ نوحؑ کے وقت کا عذاب اس نے دکھایا۔ ابراہیمؑ کے مخالفوں کو جو عذاب دیئے گئے تھے۔ وہ یہاں آئے۔ اسمٰعیلؑ و اسحاقؑ و یوسفؑ کے مخالفوں کے عذاب کے نمونے یہاں دکھائے گئے۔ غرض جسقدر قومیں گزریں ہیں ان کو جو عذاب دیئے گئے تھے۔ وہ سب عذاب اس زمانہ میں بھیجے گئے تا لوگوں کی آنکھیں کھلیں۔ زلزلوں اور آندھیوں نے ملکوں کو تہ و بالا کر ڈالا۔ آسمان سے پتھر برسے۔ زمین کے پرخچے اُڑ گئے۔ دُور کی بات تو الگ رہی۔ یہاں سے پچاس میل کے فاصلے پر کانگڑہ ہے۔ وہاں یہ نظارے دیکھنے میں آتے۔ پھر طوفان آتے اور ایسے آئے کہ ہزاروں لاکھوں غرق ہو گئے۔ قحط پڑے اور ایسے پڑے کہ ہٹنے میں ہی نہیں آتے۔ بیماریاں پڑیں اور ایسی پڑیں کہ ان کے نام تک کسی نے پہلے نہیں سُنے تھے۔ طاعون پھوٹی۔ ہیضہ پھیلا۔ بخار آیا۔ مگر لوگوں نے کہا کہ طاعون آیا ہی کرتی ہے۔ ہیضہ پھیلا ہی کرتا ہے۔ بخار ہوا ہی کرتے ہیں۔ انفلوائنزا پہلے بھی پھیل چکا ہے۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ ڈاکٹر بتلا رہے ہیں کہ اس قسم کا انفلوائنزا جو ایسا زہریلا ہو کبھی نہیں آیا جیسا کہ گزشتہ ایام میں گزرا ہے۔

اب ایک نیا بخار پھیلا ہے۔ جس کا نام قحط کا بخار رکھا گیا ہے۔ اس کی یہ کیفیت ہے کہ ایک ہفتہ چڑھتا ہے پھر اُتر جاتا ہے۔ ہفتہ بعد پھر چڑھتا ہے۔ اسی طرح کئی کئی دورے کرتا ہے۔ اس سے لوگ مر بھی جاتے ہیں اور بچ بھی رہتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں طاعون۔ انفلوائنزا اور بخار۔ ہیضے وغیرہ پہلے بھی پھیلتے تھے۔ کیا ہوا اگر اب پھیل گئے؟ مگر ہم کہتے ہیں۔ کہ ہم تسلیم کرتے ہیں۔ پہلے بھی یہ امراض

پڑے۔ مگر نہ تو موجودہ شکل میں پہلے پڑے ہیں نہ تمام کے تمام۔ ایک وقت اور ایک زمانہ میں آئے۔ کوئی بتلا سکتا ہے کہ وہ کونسا زمانہ تھا جس میں یہ تمام آفتیں اور تمام ہلاکتیں جمع ہوئی تھیں؟ ہرگز نہیں۔ اس لیے یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ چونکہ پہلے بھی بیماریاں آیا کرتی تھیں۔ اس لیے اب بھی آئی ہیں۔ بلکہ یہ خدا کا خاص عذاب ہے، جو لوگوں کی نافرمانیوں کی وجہ سے آیا ہے اسے اتفاقیہ اور عام طور پر آنے والی بلاؤں کی طرح نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے۔ کہ فلاں سڑک پر ایک آدمی آئے گا۔ تو دوسرا کہہ سکتا ہے کہ آدمی آیا ہی کرتے ہیں۔ کیا ہوا اگر آئیگا۔ مگر جب وہ یہ کہدے کہ ایک ایسا آدمی آئیگا جس کا قد اتنا ہوگا۔ رنگ و شکل ایسی ہوگی۔ ٹوپی ایسی۔ کوٹ و قمیص ایسا۔ پاجامہ ایسا ہوگا۔ چھڑی ایسی ہوگی۔ اس کے بوٹ ایسے ہونگے۔ تو اس کے متعلق نہیں کہا جا سکتا کہ ایسے آدمی آیا ہی کرتے ہیں۔ پس اگر اس زمانہ میں صرف ایک نشانی ہو تو کہدو کہ ایسا ہوتا آیا ہے، لیکن سب باتوں کا ایک زمانہ میں جمع ہونا ایسا ہے کہ جس کی پہلے نظیر نہیں ملتی۔ پس ادھر یہ مجموعہ عذابوں کا ہے اور ادھر ان کے متعلق پیشگوئیاں موجود ہیں۔

پس یہ خدا کا غضب بھڑک رہا ہے۔ مَیں نے کئی دفعہ بتایا ہے کہ میرے ایک مضمون پر جو میں نے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر لکھ کر عام طور پر شائع کر دیا تھا۔ مجھے لکھا گیا تھا کہ جب تک قسطنطنیہ کی حکومت تباہ نہ ہووے اور مسلمانوں کی کوئی سلطنت باقی نہ رہے اس وقت تک مہدی نہیں آ سکتا۔ اس تحریر کو آئے ابھی چند ہی دن ہوتے تھے کہ ترکی لڑائی میں شامل ہو گیا۔ مَیں نے اسی وقت کہدیا تھا کہ مسلمانوں نے اپنی کرتوتوں۔ اپنی بداعمالیوں اپنی شرارتوں اور اپنی خباثتوں سے خدا تعالےٰ کا غضب بھڑکا دیا ہے۔ اور اب منشاء الٰہی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک مسلمانوں کی جو نام کی حکومت تھی وہ بھی نہ رہے۔ اور یہ اس لیے کہ انہوں نے خدائے تعالیٰ کی نافرمانیاں کرنے والوں کے تباہ ہونے کے کئی ایک نمونے اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھے۔ کئی سلطنتوں کو خوار اور ذلیل ہوتے دیکھا۔ ان کے لیے بڑا موقع تھا کہ ان سے عبرت حاصل کرتے۔ خدائے تعالیٰ سے تعلق قائم کرتے۔ قرآن شریف کی طرف لوٹتے۔ بلکہ یہ اپنی بدکاریوں سے ایک قدم بھی پیچھے نہ ہٹے۔ بلکہ آگے بڑھتے گئے۔ سو خدائے تعالیٰ کا فیصلہ صادر ہو گیا۔ اور اب معلوم ہوتا ہے کہ یہ نام کی حکومت بھی دُنیا سے اُٹھ جائیگی۔ (خطبہ جمعہ مطبوعہ الفضل ۱۲ نومبر ۱۹۱۴ء)

اب دیکھ لو قسطنطنیہ بھی مفتوح ہو گیا۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ کے مخالف آپ کو اکثر کہا کرتے تھے۔ کابل میں چلو تو پھر دیکھو۔ تمہارے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے۔ اب ایسے سامان پیدا ہو رہے ہیں کہ عنقریب انشاء اللہ ہم کابل میں جائیں گے۔ اور ان کو دکھا دینگے کہ جس کو وہ قتل کرانا چاہتے تھے۔ اس کے خدام

خدا کے فضل سے صحیح سلامت رہیں گے اور جس کے متعلق خیال کرتے تھے کہ اگر وہ کابل جائے تو اس کا دعویٰ جھوٹا ثابت ہو جائے گا۔ اس کے متعلق ہم اُمید رکھتے ہیں کہ سمجھدار لوگ اس کی صداقت کا اعتراف کریں گے۔

پھر وہ نادان جن کی سرشت میں بغاوت تھی۔ کہتے تھے کہ امیر حبیب اللہ ہندوستان کو فتح کریگا چنانچہ تھوڑا ہی عرصہ ہوا خفیہ خفیہ ایک فارسی نظم شائع کر رکھی تھی۔ اس میں لکھا تھا۔ کہ امیر حبیب اللہ ہندوستان پر چڑھائی کر کے انگریزوں کو نکال دیگا۔ اسی وقت ہم نے گورنمنٹ کو اس نظم کی طرف توجہ دلائی تھی جو ضبط کر لی گئی ہے۔ اب وہ لوگ جو اس نظم کو بطور پیشگوئی شائع کرتے تھے۔ بتائیں کہ امیر حبیب اللہ کہاں ہے۔ اس نے ہندوستان کو کیا فتح کرنا تھا وہ تو اپنے ہی کسی آدمی کے ہاتھ سے مارا گیا۔

یہ پیشگوئی تو جھوٹی ثابت ہوئی۔ کیونکہ اس کا منبع خدا کا علم غیب نہ تھا۔ انہوں نے جو پیشگوئی شائع کی تھی۔ اس کا انجام دیکھ لیا، لیکن اس کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی بھی ایک پیشگوئی ہے جو اس وقت تک نہایت ہی صفائی سے سچی ثابت ہو رہی ہے۔ اور اب پھر ہو گی۔ آپؑ نے جہاد کے خلاف فتویٰ شائع کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ

؎ یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائے گا
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اُٹھائے گا [1]

یہ ایک پیشگوئی ہے۔ جس نے اس وقت کئی بار اپنی صداقت ظاہر کی ہے اور پھر ظاہر کرے گی۔

امیر حبیب اللہ خاں بیچارے کی طرف شریر اور مفسد لوگوں نے وہ بات منسوب کی جو اس کے وہم و خیال میں بھی نہ تھی۔ اس کے خواہ کتنے ہی جرم ہوں جن کے باعث وہ خُدا کی نظر سے گر گیا۔ اور مغضوب ٹھہرا۔ مگر اس میں شک نہیں کہ اس نے ان عہدوں کو جو گورنمنٹ انگریزی کے ساتھ تھے۔ وفاداری سے نبھایا۔ پس اس کی طرف اس کے علم کے بغیر ایسی باتیں منسوب کی گئیں جن کا نتیجہ لوگوں کی بیوقوفی سے اس کے حق میں تباہ کن نکلا۔ کیونکہ جب خدا کے مقابلہ میں کسی کو کھڑا کیا جاتے تو خُدا اسکی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ لوگ کہا کرتے ہیں (حضرت) مرزا صاحب کی پیشگوئیاں اٹکل پچو ہوتی ہیں۔ مگر وہ دیکھیں کہ اٹکل پچو پیشگوئیاں ان کی اپنی ہیں۔ وہ کہتے تھے کہ امیر حبیب اللہ انگریزوں کو قتل کریگا۔ اور ہندوستان سے نکال دیگا۔ مگر انگریز تو زندہ موجود ہیں۔ امیر حبیب اللہ کہاں گیا۔ وہ کہا کرتے تھے۔ یہ ہندوستان ہے۔ کابل میں چلو

---

[1] ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۶

پھر دیکھنا تم سے کیا ہوتا ہے۔ اب انشاء اللہ احمدی وہاں جائیں گے۔ اور ہزاروں آدمی وہاں ہونگے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے کشف میں دیکھا تھا۔ کہ آپؑ کے باغ کی ایک بلند شاخ کاٹی گئی۔ اور وہ صاحبزادہ عبداللطیف شہید مرحوم تھے۔ وہ شاخ دوبارہ زمین میں گاڑی گئی[1] اب اس سے ہزاروں شاخیں پیدا ہونگی۔

پس خدائے تعالیٰ اپنی قدرت کے نظارے دکھا رہا ہے۔ اور نشان پر نشان ظاہر ہو رہے ہیں لیکن لوگ اندھے ہوتے جاتے ہیں خدا ایک کے بعد دوسرا نشان ظاہر کرتا ہے وہ انکار پر جمے ہوتے ہیں۔ امرتسر کے ایک مولوی نے کہا تھا۔ کہ ہندوستان میں کہاں زلزلہ آیا۔ مگر زلزلہ اس کے گھر کے پاس بھی آگیا اب خدا عبداللطیف کے بدلہ میں مسیح موعودؑ کی جماعت میں ہزاروں عبداللطیف پیدا کریگا۔

نادان کہتے ہیں کہ انگریز کافر ہیں۔ اس لیے ان کو فتح کیسی۔ حالانکہ کافر کے لیے جو بدلہ ہے وہ عقبیٰ میں ہے مگر ظالم کو یہیں بدلہ ملتا ہے۔ پس انگریز ظالم نہیں ہیں۔ ان کے ذریعہ دنیا میں امن قائم ہے اور دنیا کو عام فائدہ پہنچ رہا ہے اور خدا کہتا ہے۔ وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ (الرعد: ۱۸) کہ جس سے لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے اُسے زمین میں قائم رکھا جاتا ہے پس چونکہ انگریز امن قائم رکھتے ہیں۔ اس لیے یہ قائم رہیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ خطرناک سے خطرناک دشمن ان کے مقابلہ کے لیے کھڑے ہوتے ہیں۔ مگر شکست کھاتے ہیں۔ تو چونکہ یہ زمین میں امن قائم رکھنے کے خواہاں ہیں۔ اس لیے خدا ان کی حکومت کو قائم رکھتا ہے۔ اور جب تک ان میں یہ صفت رہیگی۔ اس وقت تک قائم رکھے گا۔

غرض آج چونکہ خدا ہماری جماعت کی قہری نشانوں سے مدد فرما رہا ہے۔ اس لیے ہماری جماعت کا فرض ہے کہ ان نشانوں سے فائدہ اُٹھاتے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بارہا فرمایا ہے۔ کہ خدا جس بات کے ہونے کی خبر دیتا ہے۔ اس کے لیے اگر انسان کوشش کریں۔ تو وہ خدا کے منشاء کے خلاف نہیں ہوتی۔ اس وقت جو کابل نے گورنمنٹ انگریزی سے نادانی سے جنگ شروع کر دی ہے۔ احمدیوں کا فرض ہے۔ کہ گورنمنٹ کی خدمت کریں۔ کیونکہ گورنمنٹ کی اطاعت ہمارا فرض ہے۔ لیکن افغانستان کی جنگ احمدیوں کے لیے ایک نئی حیثیت رکھتی ہے۔ کیونکہ کابل وہ زمین ہے جہاں ہمارے نہایت ہی قیمتی وجود مارے گئے اور ظلم سے مارے گئے اور بے سبب اور بلا وجہ مارے گئے پس کابل وہ

---

[1] تذکرہ صفحہ ۴۸۴

جگہ ہے۔ جہاں احمدیت کی تبلیغ منع ہے اور اس پر صداقت کے دروازے بند ہیں۔ اس لیے صداقت کے قیام کے لیے گورنمنٹ کی فوج میں شامل ہو کر ان ظالمانہ روکوں کو دُور کرنے کے لیے گورنمنٹ کی مدد کرنا احمدیوں کا مذہبی فرض ہے۔ پس کوشش کرو۔ تا تمہارے ذریعہ وہ شاخیں پیدا ہوں جنکی حضرت مسیح موعودؑ نے اطلاع دی ہے۔ وہ وقت اب آتا ہے کہ اس ملک میں حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید کے قائم کئے ہوئے پودے کو مضبوط کیا جائے۔ اور اس کی آبیاری کی جائے۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ ملک ظلمت سے نکل کر نور میں آئے۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں وہ دن دکھائے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے نشانات پورے ہوں اور ہم صداقت کو پھیلا ہوا دیکھیں۔ آمین ؎

(الفضل ۲۷ مئی ۱۹۱۹ء)